حافظ عبید اللہ　　　　　آخری قسط

# ختم نبوت اور خاتم النبیین کا قرآنی مفہوم

## اور قادیانی تحریفات و تلبیسات

**مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی لکھتا ہے:**

دوستو! اگر بالفرض خاتم النبیین کا یہ مرزائی مفہوم تسلیم کرلیا جائے کہ اب آپ ﷺ کی پیروی سے نبی بنا کریں گے تو ﴿النبیین﴾ جمع ہے جو کہ عربی میں دو یا اس سے زیادہ کے لئے آتی ہے، تو اب لازم تھا کہ امت محمدیہ میں کم از کم تین لوگ تو ایسے ہوں جو آپ ﷺ کی توجہ روحانی سے نبی بنیں، لیکن مسیلمہ قادیان کا یہ دعوی بھی ہے کہ اس سے پہلے تیرہ صدیوں میں کوئی ایسا نبی نہ تراشا گیا اور نہ اسکے بعد قیامت تک کسی اور کو نبوت بخشی جائے گی، جی ہاں مرزا قادیانی اپنے آپ کو آخری نبی، خدا کے نوروں میں سے آخری نور کہتا ہے، آیئے دیکھتے ہیں، ایک جگہ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ اپنی مشابہتیں گنواتے ہوئے یوں لکھتا ہے ﴿چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا مگر بایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں پیدا ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوا ہوں <u>اور سب سے آخر ہوں</u>﴾ (تذکرۃ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 35)۔ اسی کتاب میں یہ بیان کرتے ہوئے کہ کیا اللہ کا نبی قتل ہوسکتا ہے؟ لکھتا ہے ﴿دو قسم کے مرسَل من اللہ قتل نہیں ہوا کرتے (1) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہیں جیسا کہ سلسلہ موسویہ میں حضرت موسی اور سلسلہ محمدیہ میں ہمارے سید و مولی آنحضرت ﷺ (2) دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو <u>سلسلہ کے آخر میں آتے ہیں</u> جیسے سلسلہ موسویہ میں حضرت عیسی علیہ السلام <u>اور سلسلہ محمدیہ میں یہ عاجز</u>﴾ (تذکرہ الشہادتین، رخ 20 صفحہ 69و70)۔ یہ دونوں تحریریں محتاج تشریح نہیں ہیں، مرزا قادیانی اپنے آپ کو اسی طرح سلسلہ محمدیہ کا آخری نبی لکھ رہا ہے جیسے سلسلہ موسویہ (یعنی بنی اسرائیل) کے آخری نبی حضرت عیسی علیہ السلام تھے۔ اور پھر یہ بھی لکھا ﴿مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے <u>آخری راہ ہوں</u> اور میں اسکے سب نوروں میں سے <u>آخری نور ہوں</u> بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے﴾ (کشتی نوح، رخ 19 صفحہ 61)۔

محترم قارئین! ہم نے شروع میں عرض کیا تھا کہ امت مسلمہ اور قادیانی مذہب کے درمیان اصل اختلاف یہ ہے کہ خاتم النبیین یعنی آخری نبی کون ہے؟ امت مسلمہ کے نزدیک قرآن وحدیث کی روشنی میں آخری نبی حضرت محمد ﷺ

ہیں، جبکہ قادیانی مذہب یہ کہتا ہے کہ آخری نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہے، اسکے بعد وہ ظلی بروزی نبوت کو بھی جاری نہیں مانتے، آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالے تو ملاحظہ فرمائے آیئے اب ایک ایسا حوالہ بھی پیش کرتا ہوں جس میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ مرزا کے بعد اب ظلی بروزی نبوت بھی بند ہے، لکھا ہے ﴿پس جس طرح خاتم الانبیاء میں تعدد جائز نہیں، اسی طرح خاتم نبوت ظلیہ میں بھی تعدد کسی طرح جائز نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ ایک ہی ہو، **پس معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی امت میں جو شخص بھی نبی ہو وہ ضرور ہے کہ خاتم نبوت ظلیہ ہو، اور خاتم نبوت ظلیہ ضرور ہے کہ صرف ایک ہی ہو**، ہاں ظل غیر اتم میں کثرت جائز ہے اظلال اپنی ظلیت کے مطابق نبوت سے حصہ پا سکتے ہیں جو جزوی نبوت ہے لیکن جزوی نبوت نبوت نہیں، **پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت نہیں آسکتے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ آنے کی خبر دی ہے جو مسیح موعود ہے** (یعنی مرزائیوں کے مطابق مرزا غلام احمد۔ ناقل) **اور اسکے سوا قطعاً نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی نبی کے آنے کی خبر دی ہے بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود** (یعنی مرزا قادیانی۔ ناقل) **کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آئے گا**﴾ (تشحیذ الاذھان۔ قادیان، مارچ 1914، صفحہ 31، زیر ادارت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود)۔

دوستو! یہ تحریر صاف اردو میں ہے اور کسی تفسیر یا تشریح کی محتاج نہیں صاف لکھا ہے کہ ظلی نبی بھی صرف ایک ہی ہوسکتا ہے کیونکہ نبی وہی ہوگا جو ظل کامل ہو، اور ظل کامل میں تعدد جائز نہیں (اور وہ انکے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی ہو چکا) لہذا جو ظلی بروزی جعلی نبوت کا جو ڈرامہ لکھا گیا اسکا ڈراپ سین 26 مئی 1908 کو ہو گیا۔

الغرض! قادیانیوں کے ساتھ ﴿اجراء نبوت یا امکان نبوت﴾ جیسے موضوعات پر بحث ومباحثہ کرنا صرف وقت کا ضیاع ہے کیونکہ وہ خود بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد امکان نبوت اور اجراء نبوت کے منکر ہیں اور خود مرزا قادیانی نے بھی اپنے آپ کو آخری نبی، سب سے آخر اور خدا کے نوروں میں سے آخری نور اور آخری راہ لکھ کر اپنے بعد ظلی بروزی جعلی نبوت کا دروازہ بھی بند کر دیا، بجائے اسکے قادیانیوں کے ساتھ اس پر بات ہوسکتی ہے کہ خاتم النبیین کون؟، اور حضرت محمد ﷺ کو قیامت تک کے لئے تمام دنیا کے لئے مبعوث کیا گیا یا آپ کی بعثت صرف چودھویں صدی ہجری تک تھی اور اسکے بعد کسی اور محمد نے آنا تھا (نعوذ باللہ)، اور کیا نبوت کی کوئی قسم ظلی بروزی غیر مستقل کسی نبوت بھی ہوتی ہے؟ اور کیا حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ظلی بروزی قسم کا کوئی نبی ہوا؟ قرآن وحدیث میں ایسی کسی نبوت کا ذکر ہے؟۔

## چند مرزائی شبہات اور تلبیسات کا جواب

قرآن وحدیث کی واضح نصوص کے مقابلے میں مرزائی حضرات قرآن کریم کی چند آیات اور کچھ ضعیف وسقیم روایتیں نکال کر اور انہیں من مانا مفہوم پہنا کر ان سے اپنی خود ساختہ نبوت کے لئے سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے یہاں ان پر

بھی ایک نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔

قرآنی آیات کے بارے میں ایک موٹی سی بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اگر کبھی کوئی مرزائی قرآن کی کوئی آیت پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ نبوت جاری ہے، تو اس سے صرف یہ سوال کریں کہ کونسی نبوت جاری ہے؟ ہر قسم کی یا صرف ظلی بروزی نبوت؟ اسکی مزید وضاحت کر دیتا ہوں، مرزائی عقیدہ کے مطابق نبوت کی اقسام یہ ہیں، پہلے نبوت کی دو قسمیں ہیں مستقل حقیقی نبوت اور غیر مستقل غیر حقیقی نبوت، پھر مستقل نبوت کی دو قسمیں ہیں (1) نئی کتاب یا نئی شریعت والی مستقل نبوت (2) بغیر نئی شریعت یا بغیر نئی کتاب والی مستقل نبوت، اور تیسری قسم نبوت کی ہے، جو غیر مستقل غیر حقیقی اور ظلی بروزی ناقص نبوت ہوتی ہے (یہ قسم مرزائی کارخانے میں تیار ہوئی ہے ورنہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک اللہ کا ہر نبی مستقل اور حقیقی نبی ہی ہوا ہے چاہے اسے نئی کتاب و شریعت دی گئی یا نہ دی گئی)، الغرض مرزائی عقیدے کے مطابق نبوت کی پہلی دونوں اقسام (مستقل اور حقیقی نئی شریعت والی اور مستقل و حقیقی بغیر نئی شریعت والی نبوت) آنحضرت ﷺ کے بعد بند ہیں، اب کوئی بھی مستقل نبی نہیں آ سکتا نہ نئی شریعت والا اور نہ بغیر نئی شریعت والا، صرف تیسری قسم کی (مرزائی ایجاد کردہ) نبوت جاری ہے جسے ظلی بروزی غیر حقیقی غیر مستقل یا امتی نبوت کہا جاتا ہے۔ (یہ بات اور نبوت کی یہ تین اقسام مرزا قادیانی کے بیٹے اور انکے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب **القول الفصل** میں بیان کی ہیں، ملاحظہ فرمائیں اسکا مجموعہ کتب انوار العلوم جلد 2 صفحہ 276 و 277 اور مرزا کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے بھی **کلمۃ الفصل** صفحہ 112 پر یہ تفصیل لکھی ہے)۔

یوں واضح ہوا کہ مرزائی دعوی مطلق نبوت کے جاری ہونے کا نہیں بلکہ صرف ﴿ظلی بروزی غیر حقیقی غیر مستقل﴾ نبوت کے جارے ہونے کا ہے، یعنی انکا دعوی خاص ہے عام نہیں، لہذا اگر کوئی مرزائی آپ کے سامنے قرآن کی کوئی آیت پیش کرے جسکے اندر لفظ **انبیاء** یا **رسل** ہو اور اپنا من گھڑت مفہوم بیان کر کے اس سے اجراء نبوت و رسالت ثابت کرنے کو کوشش کرے تو آپ کا اس سے یہ مطالبہ ہونا چاہیے کہ آیت وہ پیش کرو جس میں صرف ظلی بروزی غیر مستقل نبوت کا ذکر ہو نہ کہ مطلق نبوت یا مطلب نبیوں یا رسولوں کا، یعنی خاص دعوے پر خاص دلیل پیش کرو، کیونکہ مطلق نبوت و رسالت کے اجراء کے تم بھی قائل نہیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ مرزائی دھوکے باز یہیں لاجواب ہو جائے گا۔ (واضح رہے کہ علماء امت نے مرزائیوں کی طرف سے اجراء نبوت پر پیش کردہ آیات قرآنیہ کے مفصل اور تحقیقی جوابات بھی دیے ہیں جنکے اندر مرزائی دجل و فریب کا قلع قمع کیا ہے جو اکابرین کی کتب میں موجود ہیں **جزاھم اللہ احسن الجزاء عنا وعن جمیع المسلمین**)۔

اسی طرح مرزائی حضرات کتب حدیث و تفسیر سے چند روایات بھی پیش کرتے ہیں، ہم یہاں ان روایات میں

سے صرف دو روایات پر مختصر بات کریں گے کیونکہ یہ دو روایات انکی معرکۃ الأراء دلیلیں شمار ہوتی ہیں۔

**پہلی روایت:**

سنن ابن ماجہ میں ایک روایت ہے ﴿حدثنا عبدالقدّوس بن محمد قال حدّثنا داود بن شبيب الباهليُ قال حدّثنا ابراهيم بن عثمان قال حدّثنا الحكم بن عتبة عن مقسم عن ابن عباس قال لما مات ابراهيم بن رسول الله ﷺ صلّى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال : اِن له مرضعة في الجنة ولو عاش لكان صديقاً نبياً ...... الى آخر الحديث ﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے انکی نماز جنازہ ادا فرمائی اور فرمایا: انکے لئے جنت میں ایک دودھ پلانے والی ہے اور اگر یہ زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔

مرزائی مربی حضرات کی طرف سے اکثر یہ روایت پیش کی جاتی ہے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اگر یہ زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے) لہذا ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت جاری ہے۔

سب سے پہلی بات، اس حدیث میں حرف ﴿لـــو﴾ کے ساتھ کلام فرمایا گیا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ نے قرآن میں فرمایا ﴿لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا﴾ اگر زمین وآسمان میں بہت سے اللہ ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہوجاتے (الانبیاء: آیت 22) اب اس آیت سے کوئی احمق یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ اللہ کے علاوہ اور الہ بھی ہوسکتے ہیں تو اسکے بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے بھی نہایت کمزور ہے، اس روایت میں ایک راوی ہے جسکا نام ہے (ابراہیم بن عثمان)، آیئے مختصر طور پر دیکھتے ہیں اس راوی کے بارے میں ائمہ حدیث کیا کہتے ہیں؟۔

**ابراهيم بن عثمان ابو شيبه العبسى**

امام احمد بن حنبل، امام یحیی بن معین اور امام ابوداود نے فرمایا: یہ ضعیف ہے، امام یحیی بن معین نے یہ بھی فرمایا: یہ ثقہ نہیں ہے، امام ترمذی نے فرمایا: یہ منکر الحدیث ہے، امام نسائی اور امام دولابی نے فرمایا: اسکی حدیث ترک کردی گئی ہے (متروک الحدیث ہے)، امام ابوحاتم نے فرمایا: یہ ضعیف الحدیث ہے اور اسکی حدیث ترک کردی گئی ہے امام جوزجانی نے فرمایا: اسکی حدیث ساقط ہے، امام صالح نے فرمایا: یہ ضعیف ہے، اسکی حدیث نہ لکھی جائے امام ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا: یہ راوی قوی نہیں ہے، امام احوض غلابی نے فرمایا: جن ضعیف راویوں نے شعبہ سے روایت کی ان میں ابراہیم بن عثمان بھی ہے، معاذ عنبری کہتے ہیں کہ میں امام شعبہ کو خط لکھا اور پوچھا کہ کیا میں ابوشیبہ (ابراہیم بن عثمان) سے حدیث روایت کرلوں؟ تو امام شعبہ جواب دیا: اس کی روایت بیان نہ کرو وہ برا آدمی ہے (مذموم آدمی ہے)، امام ابن سعد نے فرمایا: وہ حدیث میں ضعیف تھا، امام دارقطنی نے فرمایا: وہ ضعیف ہے، امام ابن مبارک نے فرمایا: اسے پھینک دو (یعنی اسکی کوئی حیثیت نہیں)

(تهذيب التهذيب: جلد 1صفحه 76،77 مؤسسة الرسالة بيروت ، لبنان)

اور مرزائی اصول حدیث کے مطابق جس راوی پر کوئی ایک امام بھی کسی قسم کی جرح کر دے اسکی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور یہاں تو ائمہ جرح وتعدیل کی ایک لمبی لسٹ ہے ۔ **اگر مرزائی مربیوں کا یہ اصول نہیں ہے تو وہ صاف طور پر میری بات کا انکار کریں۔**

مشہور محدث اور قادیانیوں کے نزدیک بھی اپنے زمانے کے مجدد، صحیح مسلم کے شارح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ﴿**فباطل وجسارة على الكلام فى المغيبات ومجازفة وهجوم على عظيم من الزلات**﴾ یہ (روایت) باطل ہے، غیب کی باتوں پر جسارت ہے اور ایک بے تکی بات ہے۔ (**تهذيب الاسماء واللغات ، جلد 1 صفحه 103 ،دار الكتب العلمية ، بيروت ، لبنان**).

## ایک صحیح روایت

اسی سنن ابن ماجہ میں اس ابراہیم بن عثمان والی روایت سے پہلے ایک اور روایت بھی ہے جو کہ صحیح ترین روایت ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے، آیئے وہ روایت بھی دیکھتے ہیں: ﴿اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم کو دیکھا ہے؟ تو عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ چھوٹی عمر میں ہی انتقال فرما گئے تھے، اور اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی بننا ہوتا تو آپ کے بعد ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں﴾۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 6194، سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر 1510)

اب اگر مرزائی مربیوں میں دیانت نام کی کوئی چیز ہوتی تو وہ ایک ضعیف اور متروک الحدیث راوی کی روایت کے مقابلے میں صحیح بخاری کی یہ روایت لیتے اور ابراہیم بن عثمان کی روایت کو نہ لیتے۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ یہ کیوں فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بننا ہوتا تو آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے۔ گویا حضرت کے صاحبزادہ کا انتقال ہی اس لئے ہوا کہ آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بننا تھا۔

## ایک مرزائی عذر:

ابراہیم بن عثمان کی روایت کو شہاب بیضاوی اور ملا علی قاری نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ (مرزائی پاکٹ بک)۔

جواب: مرزائی مربی حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (**الاسرار المرفوعة فى الاخبار الموضوعة**) جو کہ (موضوعات کبیر) کے نام سے مشہور ہے کا حوالہ بھی دیتے ہیں، لیکن یہ نہیں بتاتے کہ وہیں ملا علی قاری نے یہ بھی لکھا

ہے ﴿الا ان فی سندہ اباشیبۃ ابراھیم بن عثمان الواسطی وھو ضعیف ﴾ اسکی سند میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے جو کہ ضعیف ہے، علاوہ ازیں شہاب بیضاوی اور ملا علی قاری کی بات امام نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام ابوحاتم، امام شعبہ، امام دارقطنی، امام احمد بن حنبل، امام یحی بن معین، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن مبارک وغیرہم ائمہ حدیث اور ائمہ جرح وتعدیل کے مقابلے میں ترجیح نہیں رکھتی۔

**دوسری روایت:**

مرزائیوں کی طرف سے اپنے باطل دعوے کو ثابت کرنے کے لئے زور وشور کے ساتھ جو دوسری روایت پیش کیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ﴿قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ ﴾ صرف یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں لیکن یہ مت کہو کہ انکے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ روایت تفسیر درمنثور اور شیخ طاہر پٹنی کی مجمع بحاری الانوار کے حوالے سے پیش کی جاتی ہے لیکن، ان دونوں کتابوں میں اسکی کوئی سند مذکور نہیں، ہاں صاحب درمنثور نے مصنف ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیا ہے، اور مصنف ابن ابی شیبہ کے مختلف نسخوں میں اس روایت کی سند میں اختلاف ہے، اس کتاب کے پرانے نسخوں میں (جیسے 1981 میں بمبئی انڈیا سے طبع ہونے والا نسخہ اور 1989 میں دار التاج بیروت، لبنان سے چھپنے والا نسخہ) انکے اندر اس روایت کی سند یوں لکھی ہے ﴿حدثنا حسین بن محمد قال حدثنا جریر بن حازم عن عائشۃ ﴾ یعنی جریر بن حازم بلا واسطہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کررہے ہیں، اور جریر بن حازم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ پایا ہی نہیں کیونکہ یہ خود تقریباً سنہ 90 ہجری میں پیدا ہوئے (بحوالہ تہذیب التہذیب: جلد 1 صفحہ 295) اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات تقریباً 58 ہجری میں ہو چکی تھی، اس طرح جریر بن حازم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا تو مصنف ابن ابی شیبہ کے پرانے نسخوں کے مطابق یہ روایت منقطع ہے۔ لیکن مصنف ابن ابی شیبہ کے بعد میں طبع ہونے والے نسخوں میں اس روایت کی سند یوں ہے ﴿حدثنا جریر بن حازم عن محمد عن عائشہ ﴾ یعنی جریر بن حازم اور حضرت عائشہ کے درمیان ایک مزید راوی ﴿محمد ﴾ کا ذکر ہے اور اس سے مراد مشہور تابعی امام محمد بن سیرین ہیں (جیسے مصنف ابن ابی شیبہ، طبع دار الفاروق، قاہرہ، مصر، طبع 2008 وغیرہ) لیکن اس سند میں بھی علت یہ ہے کہ محمد بن سیرین کا سماع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں، چنانچہ مشہور امام جرح وتعدیل ابن ابی حاتم (م 327ھ) اپنے والد امام ابوحاتم کا قول نقل کرتے ہیں کہ ﴿ابن سیرین لم یسمع من عائشۃ شیئاً ﴾ ابن سیرین نے حضرت عائشہ سے کچھ بھی نہیں سنا۔ (کتاب المراسیل لابن ابی حاتم، صفحہ 188، مؤسسۃ الرسالۃ) یہی بات حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل

فرمائی ہے (تہذیب التہذیب: جلد 3 صفحہ 587) اس طرح یہ روایت بھی ﴿مرسل﴾ ٹھری۔ اور یہ بات تو تسلیم شدہ ہے کہ یہ موقوف روایت ہے، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع روایت پہلے احادیث میں بیان ہوئی جس میں آپ نے نبی کریم ﷺ کی بات نقل فرمائی کہ ﴿**لا یبقی بعدی من النبوة شيء الا المبشرات ، قالوا یارسول الله وما المبشرات؟ قال الرؤیا الصالحة یراھا الرجل أو تُری لہ**﴾ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مبشرات (خوشخبریوں) کے علاوہ نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں، صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول مبشرات کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب جو آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔(**مسند احمد: حدیث** نمبر 24977، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)، اسی طرح خود نبی کریم ﷺ کی مرفوع متصل صحیح احادیث مختلف کتب حدیث میں موجود ہیں جنکے اندر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿**لا نبی بعدی**﴾ میرے بعد کوئی نبی نہیں (یہ الفاظ آپ ﷺ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری حدیث نمبر 3455، صحیح مسلم حدیث نمبر 1842 میں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم حدیث نمبر 2404 میں، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے سنن ترمذی حدیث نمبر 2219، سنن ابی داود حدیث نمبر 4252، مستدرک حاکم حدیث نمبر 8390 میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیے ہیں)۔ اب خود نبی کریم ﷺ کے واضح اور صریح الفاظ کے بعد کسی صحابی کی طرف منسوب کسی منقطع یا مرسل روایت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے جو فرمان نبوت کے ساتھ ٹکراتی ہو؟۔ ایک طرف تو مرزائیوں کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی بے شمار متواتر صحیح احادیث ناقبل التفات ہیں، اور دوسری طرف ایک ایسی موقوف روایت جسکا علم حدیث کی رو سے کچھ بھی اعتبار نہیں ایسی قطعی اور یقینی ہے کہ اسے ختم نبوت جیسے متواتر قطعی اور اجماعی عقیدے کو توڑنے کے لئے پیش کیا جاتا ہے، لیکن یہ بات ان لوگوں سے کہی جائے جو کسی علمی یا عقلی قاعدے کے پابند ہوں، اور جہاں علم و عقل پر مبنی ہر بات کا جواب سوائے خود ساختہ الہام کے اور کچھ نہ ہو وہاں دلائل و براہین کا کتنا انبار لگا دیجئے اسکا جواب مرزا قادیانی کے الفاظ میں یہی ملے گا کہ ﴿**خدا نے مجھے اطلاع دے دی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے اسکا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرے میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے**﴾ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ 17 صفحہ 51 حاشیہ)۔

پھر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس موقوف روایت میں جو بات بیان کی گئی ہے اسکا مرزائی عقیدے سے دور دور کوئی واسطہ نہیں بلکہ یہ روایت تو نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے میں مرزائی نظریہ کی صریح

تردید کررہی ہے، اسکا مقصد (بفرض صحت روایت) صرف اتنا ہے کہ لا نبی بعدی کا مطلب اگر کوئی یہ سمجھے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی پرانا نبی بھی دنیا میں نہیں آسکتا تو ایک ناواقف آدمی اسے مسیح علیہ السلام کے نزول ثانی کے عقیدے کے خلاف سمجھ سکتا ہے (اگرچہ لا نبی بعدی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا، آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، آپ کے بعد کوئی نیا نام انبیاء فہرست انبیاء میں داخل نہیں ہوسکتا، جسکی تشریح **لا نبوة بعدی** اور **ان الرسالة والنبوة قد انقطعت** جیسی احادیث سے پہلے گذر چکی)، تو اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ فرمانا چاہتی ہیں کہ جو مقصد خاتم النبیین کہنے سے مکمل طور پر حاصل ہوسکتا ہے اسکے لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ناواقفوں کے لئے کسی غلط فہمی کا سبب بن سکتے ہوں، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس قول کی یہ تشریح خود درمنثور ہی میں اس سے متصل اگلی روایت میں موجود ہے، جو یہ ہے ﴿**واخرج ابن ابی شیبة عن الشعبي قال رجل عند المغيرة بن شعبة : صلى الله على محمد خاتم الانبياء لا نبي بعده ، فقال المغيرة: حسبک اذا قلتَ خاتم الانبياء فانا كنا نتحدث أن عيسى خارج فان هو خرج فقد كان قبله وبعده**﴾ حضرت شعبی (جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ جناب محمد ﷺ پر رحمت نازل فرمائے جو خاتم الانبیاء ہیں اور جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی تھا، کیونکہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں، جب وہ نازل ہوں گے تو آپ سے پہلے بھی آئے اور آپ کے بعد بھی آئیں گے۔ (**الدر المنثور في التفسير بالمأثور**، جلد 12 صفحہ 64 طبع مرکز ہجر، مصر)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب قول کی یہ تشریح امام ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمائی ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی یہ بات نزول عیسی علیہ السلام کے تناظر میں فرمائی گئی ہے (**تأويل مختلف الحديث**، صفحہ 272، **طبع المكتب الاسلامي بيروت**، لبنان)۔ اور یہی بات علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھی ہے (**تكملہ مجمع بحار الانوار**، صفحہ 85)۔ لہذا حضرت عائشہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اگر بالفرض سنداً ثابت بھی ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کے مطابق ہے کہ جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ ﴿**حدِّثوا الناسَ بما يعرفون**﴾ لوگوں سے وہ باتیں بیان کرو جن کو وہ سمجھ سکیں۔ (**صحیح البخاری**، روایت نمبر 127)۔

❁ ❁ ❁